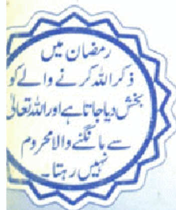








رمضان المبارک

صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

کراچی ----- اسلام آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فضائلِ رمضان المبارک



صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری



ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل

E.mail: marifraza@hotmail.com

نام..............فضائلِ رمضان المبارک

مصنف..........صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

تعداد..............۱۰۰۰

صفحات............۵۶

سن اشاعت........۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء

نگران اشاعت....حافظ محمد علی قادری

حروف سازی.......شیخ ذیشان احمد قادری

پبلشرز............المختار پبلی کیشنز، کراچی، فون ۷۷۲۵۱۵۰۔۰۲۱

ھدیہ..................۱۰/- روپیہ

ناشر

ادارۂ تحقیقات امام احمد رضا انٹرنیشنل

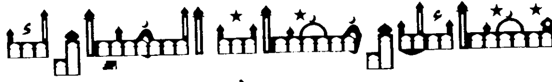
کراچی: آفس: 25 جاپان مینشن، رضا چوک (ریگل)، صدر کراچی، (74400)

پوسٹ بکس 489، فون : 021-7725150، فیکس: 7732369

اسلام آباد: D-4/4، اسٹریٹ 38، سیکٹر F-6/1، اسلام آباد 44000،

فون: 051-2825587

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم





اسلام ایک فطری مذہب ہے اور اس نے ایسی جامع عبادات پیش کیں کہ انسان ہر جذبہ میں خدا کی پرستش کر سکے، اور اپنے مقصد حیات کے حصول کی خاطر زندگی مستعار کا ہر لمحہ اپنے خالق و مالک کی رضا جوئی میں بسر کر سکے۔ نماز، زکوٰۃ، جہاد، حج اور ماہ رمضان کے روزے انہی کیفیات کے مظہر ہیں۔ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

(1) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرہ ۱۸۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تم پر روزے فرض کئے گئے جیسے اگلوں پر فرض ہوئے تھے کہ کہیں تمہیں پرہیزگاری ملے''(کنزالایمان)

(2) شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًی لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰی وَالْفُرْقَانِ ج فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْیَصُمْهُ ط وَمَنْ كَانَ مَرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ ط (البقرہ:۱۸۵)

ترجمہ:'' رمضان کا مہینہ جس میں قرآن اترا، لوگوں کے لئے ھدایت اور راہنمائی اور (حق و باطل میں فرق بیان کرنے کے لئے) فیصلہ کی روشن باتیں تو تم میں جو کوئی یہ مہینہ پائے ضرور اس کے روزے رکھے اور جو بیمار یا سفر میں ہو تو اتنے روزے اور دنوں میں''

(کنزالایمان)

صیام جمع ہے، مفرد صوم کا۔ لغت میں صوم کے معنی ہیں اس چیز سے باز رہنا جس کی طرف نفس کشش محسوس کرتا ہو اور شریعت میں صوم کہتے ہیں کہ مسلمان خواہ مرد ہو یا حیض و نفاس سے پاک عورت صبح

صادق سے غروب آفتاب تک بہ نیت عبادت، خورد و نوش و مجامعت ترک کرے۔ رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم ۱۰ر شعبان المعظم ۲ھ کو نازل ہوا۔ پہلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے۔ اس طرح روزے عبادتِ قدیمہ ہیں، گو ان کی تعداد اور کیفیت الگ الگ تھی۔

لفظ ''رَمَضَانُ'' کی تحقیق و تشریح میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ غنیۃ الطالبین میں حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان اللہ کا مہینہ ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ لفظ ''رمضان'' نہ کہو بلکہ اس کو اس نسبت کے ساتھ کہو جس طرح قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے اس کی نسبت فرمائی ہے یعنی شھرِ رمضان (ماہِ رمضان) بعض اصحاب کا خیال ہے کہ ''رَمَضَا'' گرم پتھر کو کہتے ہیں چونکہ ماہِ رمضان میں گناہ جلا دیئے جاتے ہیں یا رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے اس ماہ کو رمضان کہا گیا۔ ''رمض'' کے معنی ہیں جلانا۔ بعض حضرات کی تحقیق ہے کہ یہ لفظ ''رمضہ'' سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں موسلا دھار بارش جس طرح موسلا دھار بارش گندگی اور خس

وخاشاک کو بہالے جاتی ہے، اسی طرح روزے انسان کے گناہ بہالے جاتے ہیں۔

ماہِ رمضان کے روزوں کا مقصد جیسا کہ مذکورہ آیت کریمہ میں بیان کیا گیا ہے پرہیزگاری کا حصول ہے۔ ماہِ رمضان کے ایام، ایک مومن کی تربیت و ریاضت کے ایام ہیں۔ وہ رمضان کے روزوں اور عبادات سے اللہ کی رضا حاصل کرتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ سے محبت کا اظہار، ان کی پیروی اور اتباع سے کرتا ہے اور اپنی روح و نفس کا تزکیہ کرتا ہے تاکہ زندگی کے باقی ایام میں وہ تقویٰ اختیار کر سکے اور اپنے مقصدِ حیات یعنی اللہ کی بندگی اور اس کی رضا جوئی میں اپنی زندگی کے بقیہ دن بسر کر سکے۔ علماء نے روزے کے تین درجات بتائے ہیں:

۱-عوام کا روزہ: یعنی پیٹ اور شرم گاہ کو کھانے پینے اور جماع سے روکنا۔

۲-خواص کا روزہ: کہ پیٹ اور شرم گاہ کے علاوہ کان، آنکھ، زبان ہاتھ، پاؤں اور تمام جوارح کو گناہ سے باز رکھنا۔

۳-خواص الخواص کا روزہ: کہ جمیع ماسوا اللہ سے خود کو بالکلیہ جدا کر کے صرف اسی کی طرف متوجہ ہونا۔

دیکھا جائے تو تمام عبادات انسان کے کسی نہ کسی جذبے کو ظاہر کرتی ہیں نماز خوف کو، زکوٰۃ رحم کو، جہاد غصّہ، برہمی اور غضب کو، حج تسلیم و رضا کو اور روزے اللہ سے محبت کو۔

باقی عبادات کچھ اعمال کو بجالانے کا نام ہیں، جنہیں دوسرے بھی دیکھ لیتے ہیں اور جان لیتے ہیں۔ مثلاً نماز، رکوع و سجود کا نام ہے، جہاد کفار سے جنگ کا نام ہے، زکوٰۃ، کسی کو کچھ رقم یا مال دینے سے ادا ہوتی ہے، لیکن روزہ کچھ دکھا کر کام کرنے کا نام نہیں بلکہ روزہ تو کچھ نہ کرنے کا نام ہے۔ جو کسی کے بتلائے بھی معلوم نہیں ہوتا بلکہ اس کو تو وہی جانتا ہے جو رکھتا ہے اور جس کیلئے رکھا گیا ہے، لہذا روزہ بندے اور خدا کے درمیان ایک راز ہے، محبِّ صادق کا اپنے محبوب کے حضور ایک خاموش نذرانہ ہے، جو بالکل خاموش اور پوشیدہ طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اسی لئے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے اپنے روزہ دار بندوں کیلئے ایک بے بہا انعام کا اعلان فرمایا وہ یہ کہ:

"الصوم لی وانا اجزی بہٖ"

یعنی "روزہ دار روزہ میرے لئے رکھتا ہے اور میں خود اس کی جزا ہوں"

اللہ اکبر! اللہ رب العزت خود کو جس عمل کی جزا فرما رہا ہو تو

اس کی عطا اور انعام و اکرام کا کیا اندازہ ہوسکتا ہے! روزہ دراصل بندے کی طرف سے اپنے کریم مولیٰ کے حضور ایک بے ریا ھدیہ ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اتنے عظیم انعام و اکرام کا اعلان فرمایا۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی پیران پیر رضی اللہ عنہ رمضان کے پانچ حروف کی بڑی خوبصورت توجیہہ فرماتے ہیں آپ کہتے ہیں کہ رمضان میں پانچ حروف ہیں:

ر۔م۔ض۔ا۔ن

............اس کی ''ر'' رضائے خدا سے ہے،

............اس کی ''م'' محاباۃ (محبت) خدا سے عبارت ہے،

............اس کی ''ض'' ضمان اللہ یعنی اللہ کی ذمہ داری ہے،

............اس کا ''الف'' الفت الٰہی کی طرف اشارہ کرتا ہے،

............اور ''ن'' سے نور اور نوالِ (بخشش) خدا مراد ہے۔

رمضان المبارک اسلامی مہینوں کا نواں مہینہ ہے لیکن تمام مہینوں میں اس کو افضل فرمایا گیا ہے علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں:

''جس طرح یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹوں میں سے سیدنا یوسف علیہ اسلام اپنے والد ماجد کو زیادہ محبوب تھے، اسی طرح (بلاتشبیہ) سال کے بارہ مہینوں میں سے

رمضان شریف خدائے بزرگ و برتر کو زیادہ محبوب ہے،
جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے واسطے سے باقی
گیارہ بھائیوں کی مغفرت فرمائی، اسی طرح ماہِ رمضان.
المبارک کی برکتوں سے گیارہ مہینوں کی خطائیں معاف
فرمائے گا۔"

فضائل وخصائص:

رمضان المبارک کے بہت سے فضائل وخصائص ہیں۔ ان میں سب سے نمایاں خصوصیت یہ ہے کہ رمضان کے مہینہ میں قرآن مجید نازل ہوا اور قرآن پاک میں سال کے تمام ماہ میں صرف ماہِ رمضان کا نام صراحتاً آیا ہے، اس سے رمضان المبارک اور قرآن پاک میں گہری مناسبت اور زیادہ تعلق ثابت ہوتا ہے، قرآن و رمضان میں گہری نسبت کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اس ماہِ مبارک میں بالخصوص شب و روز قرآن پاک کی زیادہ تلاوت ہوتی ہے۔ خاص طور پر پورے ماہ ہر روز نماز عشاء کے بعد اور آخری عشرہ کی دس راتوں میں صلوٰۃ الیل میں ختم قرآن ہوتا ہے۔

"شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیٓ أُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ"

کی تشریح یعنی ماہِ رمضان المبارک میں نزولِ قرآن کی تفسیر میں

مفسرین کرام کی مختلف آراء ہیں۔ مفسر قرآن صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ اپنے تفسیری حاشیے ''خزائن العرفان'' میں رقم طراز ہیں کہ اس سلسلہ میں مفسرین کے درج ذیل چند اقوال ملتے ہیں:

''ایک یہ کہ ماہِ رمضان وہ ہے جس کی شان و شرافت میں قرآن پاک نازل ہوا۔ دوسرے یہ کہ قرآن کریم کے نزول کی ابتدا ماہِ رمضان میں ہوئی۔ تیسرے یہ کہ قرآن کریم بتمامہ رمضان المبارک کی شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف اتارا گیا اور بیت العزّت میں رہا، یہ اسی آسمان پر ایک مقام ہے، یہاں سے وقتاً فوقتاً حسبِ اقتضائے حکمت جتنا منظورِ الٰہی ہوا حضرت جبرئیلِ امین علیہ الصلوٰۃ والسلام لاتے رہے، یہ نزول تقریباً تئیس (۲۳) سال کے عرصہ میں پورا ہوا۔''

بہر حال اس آیۂ کریمہ سے قرآن مجید اور ماہِ رمضان المبارک کا گہرا تعلق و نسبت ہر طرح سے ثابت ہے اور یہ بلاشبہ اس ماہِ مبارک کی فضیلت کو ظاہر کرتی ہے۔ روزہ اور قرآن مجید دونوں شفیع ہیں، قیامت کے دن دونوں ملکر شفاعت کریں گے۔ امام احمد و حاکم و

طبرانی، کبیر میں ابن ابی الدنیا سے اور اسی طرح بیہقی شعب الایمان میں عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی ہیں کہ سیدنا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ روزہ اور قرآن بندہ کے لئے شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ اے رب میں نے کھانے اور خواہشوں سے دن میں اسے روکے رکھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما، قرآن کہے گا اے رب میں نے اسے رات میں سونے سے باز رکھا تو میری شفاعت اس کے حق میں قبول فرما۔ دونوں کی شفاعتیں قبول ہوں گی.

ماہِ رمضان کی افضلیت:

حضرت سیدنا شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تمام مہینوں میں رمضان کے مہینے کی مثال ایسی ہے جیسے سینہ میں دل یا انسانوں میں انبیائے کرام، یا شہروں میں حرم، حرم ایسی بزرگ جگہ ہے کہ اس کے اندر دجّال لعین کو داخلہ نہیں ملے گا اور ماہِ رمضان میں شیطان لعین کو جکڑ دیا جاتا ہے۔ انبیاء گنہگاروں کی سفارش کرتے ہیں ماہِ رمضان بھی گنہگاروں کی سفارش (شفاعت) کرے گا۔ دل کی جِلا معرفت اور ایمان کے نور سے ہوتی ہے اسی طرح ماہِ رمضان کی زینت تلاوت قرآن پاک سے ہوتی ہے۔ جو شخص ماہِ رمضان میں نہیں بخشا گیا پھر اس کے لئے کون سا مہینہ ہوگا

جس میں وہ بخشا جائے گا۔ بندے پر لازم ہے کہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے قبل اللہ تعالیٰ کی طرف سچے دل سے رجوع کرے اور گریہ وزاری کا وقت گزرنے سے پہلے ہی (بداعمالیوں پر) گریہ وزاری کرے۔

روزے کے فضائل فرمان نبوی کی روشنی میں:

احمد ونسائی کی روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ رمضان آیا یہ برکت کا مہینہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کردیئے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کے طوق ڈال دیئے جاتے ہیں اور اس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ بیشک محروم رہا۔

بیہقی شعب الایمان میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے آخری دن وعظ فرمایا:

''اے لوگو! تمہارے پاس برکت والا مہینہ آیا، وہ مہینہ جس میں ایک رات ہزار مہینوں سے بہتر ہے، اس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے اور اسی کی رات میں قیام (نماز پڑھنا) تطوع (یعنی سنت) ہے

جو اس میں نیکی کا کام کرے تو ایسا ہے کہ کسی اور مہینے میں فرض ادا کیا اور جس نے فرض ادا کیا تو ایسا ہے کہ جیسے اور دنوں میں ستر (۷۰) فرض ادا کیئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے اور یہ مہینہ مؤاسات کا ہے اور اس میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو اس میں روزہ دار کو افطار کرائے، اس کے گناہوں کے لئے مغفرت ہے اور اس کی گردن آگ سے آزاد کردی جائے گی اور اُس افطار کرنے والے کو ویسا ہی ثواب ملے گا جیسا روزہ رکھنے والے کو ملے گا، بغیر اس کے کہ اُس کے اجر میں کچھ کم ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم میں سے ہر شخص کی استطاعت اتنی نہیں روزہ دار کو افطار کرائے! حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو بھی یہ اجر مرحمت فرمائے گا جس نے ایک کھجور یا ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی سے بھی روزہ کھلوایا۔

...... یہ وہ مہینہ ہے کہ اس کا اول---------رحمت،

......اور اس کا درمیانی حصہ-----------مغفرت،

......اور آخری حصہ دوزخ سے--------آزادی ہے۔

پس جس نے اس مہینہ میں اپنے غلام (نوکر) پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا۔ اس

مہینے میں چار باتیں زیادہ سے زیادہ کرنی چاہئیں ، ان میں سے دو باتیں ایسی ہیں جن سے ہم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہیں :

---اول یہ کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ،

---دوم اپنے رب سے مغفرت طلب کرنا ،

اور دو باتیں وہ ہیں جن کی ہم کو ضرورت ہے :

- اول یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی طلب کرے ۔
- دوم اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات (پناہ) مانگے ۔

جس نے اس مہینے میں کسی (روزہ دار) کو شکم سیر کر کے کھلایا ، اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایک گھونٹ پلائے گا اور پھر کبھی اسے پیاس محسوس نہیں ہوگی ، یہاں تک کہ جنت میں داخل ہو جائے گا ۔'' (مفہوم)

صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں '' آدمی کے ہر نیک کام کا بدلہ دس سے سات سو گنا تک دیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مگر روزہ کہ وہ میرے لیئے ہے اور اس کی جزاء میں دوں گا '' بندہ اپنی خواہش اور کھانے کو میری وجہ سے ترک کرتا ہے ۔ روزہ دار کیلئے دو خوشیاں ہیں ، ایک افطار کے وقت اور ایک اپنے رب سے ملنے کے وقت ، اور روزہ دار کے منہ کی

بو اللہ عزوجل کے نزدیک مشک سے زیادہ پاکیزہ (خوشبودار) ہے اور روزہ سپر ہے اور جب کسی کے روزہ ہو تو نہ بیہودہ بکے اور نہ چیخے پھر اگر اس سے کوئی گالم گلوچ کرے یا لڑنے پر آمادہ ہو تو یہ کہدے میں روزہ سے ہوں''۔ (مفہوم)

تزکیۂ نفس:

اس ماہ مبارک کی خصوصی عبادت روزہ ہے جس کا مقصد تزکیۂ نفس یعنی اپنے نفس کو گناہوں سے پاک کرنا ہے اور تقویٰ حاصل کرنا ہے دوسرے الفاظ میں گناہوں سے بچنا اور نیکیوں کی طرف رغبت کرنا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کا کہ ''روزہ ڈھال ہے''، یہ مقصد ہے کہ روزہ گناہوں سے روکتا ہے۔ انسان کو صبر، نظم و ضبط، ہمدردی اور ایک دوسرے کے ساتھ حسنِ سلوک کی دعوت دیتا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب کے ساتھ رکھے اور جس نے رمضان میں نماز تراویح اور ایمان اور احتساب کے ساتھ شبِ بیداری کی اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے۔ (مفہوم)

اس ماہ کا تقدس اور احترام کرنا تمام مسلمانوں کا انفرادی اور اجتماعی فریضہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی برکتوں اور رحمتوں سے

مستفیض ہونے کا سلیقہ اور توفیق عطا فرمائے۔ روزہ، تراویح، شب قدر، فطرہ، زکوٰۃ کے اسلامی احکامات پر صحیح طور سے عمل درآمد کی توفیق عطا فرمائے (آمین، بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم)

اس سلسلہ میں ''بہار شریعت'' (مصنفہ صدر الشریعہ حضرت علامہ مولانا مفتی امجد علی اعظمی قادری علیہ الرحمۃ) کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ مزید تفصیلات اور جزئیات کے جاننے کے لئے مجدد مأۃ حاضرہ شیخ الاسلام والمسلمین امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان کے مجموعہ فتاویٰ، ''فتاویٰ رضویہ'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔ لیکن عوام الناس کے افادے کے لئے رمضان المبارک سے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں بیان کئے جارہے ہیں، جو ''بہار شریعت سے ماخوذ ہیں:

افطار کے بعد کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّی لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْکَ
تَوَکَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

مسائل روزہ

نیت: روزہ کی نیت ضروری ہے، نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں، مگر زبان سے کہنا مستحب ہے رات میں یا صبح صادق سے ضحوۂ کبریٰ تک

روزہ کی نیت کی تو روزہ درست ہے اس کے بعد کی تو روزہ نہیں ہوگا۔ دن میں نیت کرے تو اس طرح کرنا ضروری ہے کہ میں صبح صادق سے روزہ دار ہوں، اگر رات کو نیت کرے تو یوں کہے:

نَوَیْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَداً لِلّٰهِ تَعَالٰی مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ هٰذَا

ترجمہ ''میں نے نیت کی اللہ کے لئے کل اس رمضان کا فرض روزہ رکھوں گا۔''

بغیر نیت: یہ معلوم ہے کہ رمضان کا مہینہ ہے اور روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ یہ ارادہ کہ روزہ نہیں ہے، بھوکا پیاسا رہا، روزہ نہیں ہوا۔

سحری: سحری کھانا بھی نیت ہے اگر کھاتے وقت یہ نیت کی کہ کل روزہ نہیں رکھوں گا تو یہ سحری نیت نہیں ہوسکتی۔

جن چیزوں سے روزہ نہیں جاتا:

بھول کر: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس روزہ دار نے بھول کر کھایا پیا وہ اپنے روزے کو پورا کرے اسے اللہ نے کھلایا پلایا۔ (بخاری ومسلم)

قے: ابو ہریرہ سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قے نے غلبہ کیا اس پر قضا نہیں۔ جس نے جان بوجھ کر قے کی اس پر روزے کی قضا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ، دارمی)

سرمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ ایک شخص نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی میری آنکھوں میں مرض ہے، کیا روزہ کی حالت میں سرمہ لگاؤں؟ فرمایا! ہاں۔ (ترمذی)

دھواں/غبار: بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا، مکھی یا دھواں یا غبار حلق میں جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ غبار خواہ آٹے ہی کا کیوں نہ ہو جو آٹا چھاننے اور چکی پیسنے میں اڑتا ہے۔ جان بوجھ کر دھواں کھینچا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر بتی کا دھواں اگر ناک سے کھینچا تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (درمختار ردالمحتار، ج ۳-ص ۳۶۶)

سرمہ کا اثر: سرمہ یا تیل لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ تیل یا سرمہ کا اثر حلق میں محسوس ہو۔ (الجوھرۃ النیرۃ، ج ۱، ص ۱۶۹)

بوسہ: اپنی زوجہ کا بوسہ لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (کراہت ہے اس سے بچنا چاہیے ورنہ روزے کا مقصد حاصل نہیں ہوگا)

(ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۹۶)

کلی کی تری: غسل کیا اور ٹھنڈک اندر محسوس ہوئی یا کلی کی اور پانی بالکل پھینک دیا صرف تری کچھ منہ میں باقی رہ گئی تھی اسے تھوک کے ساتھ نگل گیا یا کان میں پانی چلا گیا یا دانت سے خون نکل کر حلق تک پہنچا مگر حلق سے نیچے نہیں پہنچا ان سب صورتوں میں روزہ نہیں گیا۔

(ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۹۹)

تھوک: بات کرنے میں تھوک سے ہونٹ تر ہو گئے اور اسے نگل گیا یا کھنکار منہ میں آیا اسے کھا گیا تو روزہ نہیں جائیگا۔ مگر ان باتوں میں احتیاط سے کام لینا چاہیے، مکروہ ہے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۰۳)

مکھی: مکھی حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں گیا اور قصداً نگلی تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۰۳)

احتلام: احتلام سے روزہ نہیں جاتا۔ (درمختار، ج ۳، ص ۲و۳)

جنب: جنابت کی حالت میں صبح کی اگرچہ سارے دن جنبی رہا روزہ نہیں گیا۔ مگر اتنی دیر تک قصداً غسل نہیں کرنا کہ نماز قضا ہو جائے گناہ و حرام ہے حدیث میں فرمایا کہ جس گھر میں جنب ہوتا ہے اس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۱۷)

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ھے :

سگریٹ: بیڑی یا سگریٹ یا کسی قسم کا دھواں کھینچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پان یا صرف تمباکو منہ میں رکھا اور تھوک اور پیک پھینک دی ہو تو بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے (بہار شریعت، ایضاً)۔ شکر وغیرہ ایسی چیزیں جو منہ میں رکھنے سے گھل جاتی ہیں منہ میں رکھی اور تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح دانتوں کے درمیان کوئی چیز چنے کے

برابر یا زیادہ تھی اسے کھا گیا یا کم ہی تھی مگر منہ سے نکال کر پھر کھائی یا دانتوں سے خون نکل کر حلق کے نیچے اترا اور خون تھوک سے زیادہ یا برابر تھا یا کم تھا مگر اس کا مزہ حلق میں محسوس ہوا تو ان سب صورتوں میں روزہ جاتا رہا اور اگر کم تھا اور مزہ بھی محسوس نہ ہوا تو روزہ نہیں گیا۔ (ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۶۸)

خون: روزے میں دانت اکھڑوایا اور خون نکل کر حلق سے نیچے اترا اگر چہ سوتے میں ایسا ہوا تو روزے کی قضا واجب ہے۔

شرمگاہ: کوئی چیز پاخانے کے مقام پر رکھی اگر اس کا دوسرا سرا باہر رہا تو نہیں ٹوٹا اگر وہ چیز تر ہے اور اس کی رطوبت اندر پہنچی تو مطلق جاتا رہا۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۲۰۴)

تیل: نتھنوں سے دوائی یا کان میں تیل ڈالا یا تیل چلا گیا تو روزہ جاتا رہا اور پانی کان میں ڈالا یا چلا گیا تو روزہ نہیں گیا۔

کلی: کلی کر رہا تھا بلا قصد پانی حلق سے نیچے اتر گیا یا پانی ناک میں چڑھایا اور دماغ کو چڑھ گیا (اور روزہ بھی یاد ہے) تو روزہ جاتا رہا۔ الجوھرۃ النیرۃ، ج ۱، ص ۱۶۹) منہ میں رنگین ڈورا رکھا جس سے تھوک رنگین ہو گیا اور وہ تھوک نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ (عالمگیر ۵ ج، ص ۲۰۳)

قے: قے ہونے سے روزہ نہیں ٹوٹا اگر چہ منہ بھر کے ہو۔ قصداً قے

کی اگر منہ بھر ہے تو روزہ جاتا رہا ورنہ نہیں۔ (درمختار، ج ۳، ص ۳،۲)

بلغم: قے میں صفرا یا خون یا بلغم آیا مطلقاً روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (ایضاً)

مسافر: دن میں مسافر نے اقامت کی یا حیض و نفاس والی عورت پاک ہوگئی یا رات سمجھ کر سحری کھائی بعد کو معلوم ہوا کہ صبح ہوگئی تو ان کو دن کے باقی حصہ روزے کی طرح گزارنا واجب ہے۔ (رمضان مبارک کے بعد اس کی قضا کرے گا)

بچہ: بچے کی عمر دس سال ہو جائے اور اس میں روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو اس سے روزہ رکھوائیں۔

فدیہ: میت کے روزے قضا ہو گئے تھے تو اس کا ولی اس کی جانب سے فدیہ ادا کرے یعنی جبکہ وصیت کی اور مال چھوڑا ہو ورنہ ولی پر ضروری نہیں، کردے تو بہتر ہے۔

مکروہات

جھوٹ: جھوٹ، چغلی، غیبت، گالی دینا، بے ہودہ باتیں کرنا، کسی کو تکلیف دینا یہ چیزیں ویسے بھی ناجائز اور حرام ہیں اور روزہ میں زیادہ حرام ہیں اور ان کی وجہ سے روزہ میں کراہت آتی ہے۔ مباشرتِ فاحشہ اور بیوی کے ہونٹ یا زبان چوسنا مکرُوہ ہے (درمختار ج ۳، ص ۶،۳)۔ گلاب یا مشک وغیرہ سونگھنا مکروہ نہیں۔ (ایضاً، ص ۳۹)

مسواک: مسواک کرنا خشک ہو یا تر مکروہ نہیں بلکہ مسنون ہے۔ زوال کے بعد بھی مسواک کر سکتے ہیں۔

غسل: کلی کرنے اور ناک میں پانی چڑھانے میں مبالغہ کرنا مکروہ ہے۔ٹھنڈک کے لئے غسل کرنا مکروہ نہیں ہے۔سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلد مستحب ہے مگر نہ اس قدر کے شک میں پڑے۔

سائل تراویح

۲۰ رکعت: تراویح کی بیس رکعتیں سنت مؤکدہ ہیں اور اور اس کے ثبوت میں بیس حدیثیں اور جمہور صحابہ وفقہاء کا عمل ہے۔

ختم قرآن: تراویح میں ایک قرآن عظیم ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

تسبیح تراویح:

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَ الْعَظْمَۃِ وَالْهَیْبَۃِ وَالْقُدْرَۃِ وَالْکِبْرِیَآءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَایَنَامُ وَلَایَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَّبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ ، اَللّٰھُمَّ اَسْئَلُکَ الْجَنَّۃَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔ (الصلوٰۃ بر محمد ﷺ)

تو بے حساب بخش کہ ہیں بے شمار جرم	دیتا ہوں واسطہ تجھے شاہ مجاز کا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسفۂ اعتکاف

اگر خیریتِ دنیا و عقبٰی آرزو داری
بدرگاہش بیادِ ہرچہ من خواہی تناکن



اعتکاف رمضان المبارک کے بابرکت اعمال سے ایک عمل ہے۔اس کی اصل قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ ہے:

وَلَا تُبَاشِرُوْهُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ فِي الْمَسَاجِدِ

اورعورتوں کو ہاتھ نہ لگاؤ جب تم مسجد میں اعتکاف سے ہو(البقرہ:۱۸۷)

(نوٹ یہاں مباشرت سے مراد جماع ہے)

''اعتکاف'' عکف سے بنا ہے جس کے معنی ہیں ٹھہرنا، رکا رہنا، ہمیشہ لازم رہنا، تعظیم کے ساتھ کسی شے پر متوجہ رہنا۔

(علامہ جلال الدین قادری، احکام القرآن، ج اول، سورۂ بقرہ، ص ۱۹۱، مطبوعہ کھاریاں ضلع گجرات، پاکستان ۲۰۰۱ء)

شرعی اصطلاح میں اعتکاف سے مراد بحالت روزہ مسجد میں بہ نیتِ تقرّبِ الٰہی رمضان المبارک کے آخری عشرے میں قیام کرنا ہے۔ اعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

۱----**اعتکافِ واجب**: یہ وہ اعتکاف ہے جو نذر کی نیت سے ہو اور اپنی ذات پر لازم کرلیا ہو۔

۲----**اعتکافِ سنت**: وہ رمضان کے آخری عشرہ کا ہے۔

۳----**اعتکافِ مستحب**: ان دو قسموں کے علاوہ کسی بھی ماہ اور کسی بھی روز اعتکاف کی نیت سے مسجد میں ٹھہرنا، یا بیٹھنا، مستحب اعتکاف کہلاتا ہے۔ (شیخ عبدالحق محدث دہلوی، اشعۃ اللمعات، اردو، جلد ۳، بابِ اعتکاف، ص ۲۵۸، مطبوعہ، فرید بک ڈپو، لاہور، ۱۹۸۶ء)

شرعی مسائل:

۱----اعتکاف کے لئے اسلام، عقل اور جنابت وحیض ونفاس سے پاک ہونا شرط ہے۔ بالغ ہونا ضروری نہیں۔

۲----سنتِ اعتکاف کے لئے روزہ شرط ہے۔

۳----مردوں کیلئے صرف جماعت والی مسجد میں اعتکاف کرنا لازم ہے۔عورتیں گھروں میں اپنی نماز کی جگہ اعتکاف کرسکتی ہیں۔

۴----مذکورہ بالا آیت کا مفہوم یہ ہے کہ جو مسلمان (مرد یا عورت) اعتکاف کی حالت میں ہو اس کے لئے رمضان کی رات کو بھی جماع کرنا حرام ہے۔حالانکہ رمضان المبارک کی راتوں میں طلوع فجر تک مفطراتِ ثلاثہ (کھانا، پینا اور جماع کرنا) عام مسلمان روزہ دار کیلئے مباح اور جائز قرار دیا گیا ہے۔ رمضان کا اعتکاف سُنتِ مؤکدہ کفایہ ہے۔اگر بستی کا ایک شخص بھی نہ کرے تو سارے لوگ ترکِ سنت کے گنہگار رہوں گے اور اگر کوئی ایک شخص بھی کرلے تو سب سے بوجھ اتر جائے گا۔اس کی دلیل ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی یہ حدیث ہے، فرماتی ہیں:

''بیشک نبی کریم ﷺ اپنے وصال مبارک تک رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے، پھر آپ کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف کرتی رہیں''

(متفق علیہ) (مفہوم)

حضرت امام عالی مقام سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ راوی کہ حضور

اقدس ﷺ نے فرمایا جس نے رمضان میں دس دنوں کا اعتکاف کرلیا تو ایسا ہے کہ جیسے دو حج اور دو عمرے کئے (بیہقی)۔(مفہوم)

اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ سنت اعتکاف کیلئے روزہ شرط ہے۔ اعتکاف کا وقت غروبِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے یعنی ۲۰/ویں روزے کا دن گزار کر بعد نماز عصر، غروبِ آفتاب سے قبل، بہ نیتِ اعتکافِ سنت، مسجد میں داخل ہو جائے اور شوال کا چاند دیکھ کر اعتکاف سے باہر آجائے۔ ابو داؤد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہیں کہ معتکف پر لازم سنت یہ ہے کہ وہ اعتکاف کی نیت کے بعد نہ مریض کی عیادت کو جائے، نہ جنازے میں حاضر ہو، نہ عورت کو ہاتھ لگائے، اور نہ اس سے مباشرت کرے اور نہ حاجت کیلئے جائے مگر اس حاجت کیلئے جاسکتا ہے جو ضروری ہے اور اعتکاف بغیر روزے کے نہیں اور اعتکاف جماعت والی مسجد میں کرے۔ (بہار شریعت، حصہ ۵، ص ۹۸، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ گجرات، پاکستان)

فلسفۂ اعتکاف:

جس طرح ہر عمل کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن، اسی طرح اعتکاف کا بھی ایک ظاہر ہے اور ایک باطن بظاہر تو معتکف دنیا سے کنارہ کش ہو کر گوشہ نشین ہو جاتا ہے۔ لیکن بہ باطن یہ عمل اس اخلاص

کے حصول کا ذریعہ بنتا ہے جس کا اس آیت کریمہ میں حکم دیا جارہا ہے:

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۙ(البینۃ:۵)

ترجمہ:''اور ان لوگوں کوتو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پرعقیدہ لاتے (یعنی اخلاص کے ساتھ)''(کنزالایمان)

جس طرح صوم کا مقصد''لعلکم تتقون''یعنی ایک مومن میں تقویٰ وطہارت کے ساتھ زندگی گزارنے کی صلاحیت پیدا کرنا ہے۔ اسی طرح اعتکاف کا مقصد رہبانیت نہیں بلکہ مومن کے قلب میں دین کی حفاظت کا جذبہ، احوالِ نفس کی جستجو، خیالات کی یکسوئی کے ساتھ توجہ الی اللہ اور اخلاص کے ساتھ صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی حصول کی خاطر عبادت گزاری کا جذبۂ صادق بیدار کرنا ہے۔

اگر یہ اعتکاف یا خلوت نشینی سید عالم ﷺ کی سچی محبت اور ان کی اتباع کے جذبہ سے سرشار ہوکر کی جائے گی تو اس کا ثمرہ مومن کی آئندہ زندگی پر صفائے قلب، ذکرِ الٰہی کی حلاوت، عبادتِ الٰہی میں لذّت وسرور اور''قلبِ مطمئنہ'' کی صورت میں ظاہر ہوگا۔ حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ العزیز اپنی کتاب''اربعین''میں

ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''اعتکاف کا معنی یہ ہیں کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کی معمولی اور معتاد حرکتوں سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا روزہ ہے۔ چنانچہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''میری امت کی رہبانیت یہی ہے کہ وہ مساجد میں آ بیٹھیں''

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ مزید فرماتے ہیں کہ:

''مسجد میں جانا، معتکف ہونا ایک عبادت ہے، مگر اس میں سات اعمال کی نیت ہو سکتی ہے لہذا اسی طرح اس کا اجر بھی کئی گنا ہوگا''

اوّل، یہ سمجھنا کہ مسجد اللہ کا گھر ہے اور یہاں آنے والا شخص گویا خدا کی زیارت کیلئے آتا ہے، پس مسجد میں داخل ہوتے وقت تم یہی نیت کرو، کیونکہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مسجد میں آیا وہ اللہ کی زیارت کو آیا'' اور چونکہ زیارت کو آنے والے شخص کی عزت ہوا کرتی ہے لہذا حق تعالیٰ اپنے زائر کا جتنا اکرام فرمائے گا اس کو تم خود سمجھ سکتے ہو کہ کیا کچھ ہوگا۔

دوم، مرابطہ یعنی نماز کے انتظار کی نیت کرو کہ حقِ خداوندی

وندی کی حفاظت کے لئے اپنے کو محبوس بنائے ہوئے اور گویا وقف کئے ہوئے پس خدائے تعالیٰ کا حکم ''وَرَابِطُوا'' کی تعمیل ہوگی اور اس کا اجر جداگانہ ملے گا۔

سوم، اعتکاف کی نیت کرو اور اعتکاف کے معنی یہ ہیں کہ آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ تمام اعضاء کو ان کی معمولی اور معتاد حرکتوں سے روک لیا جائے اور یہ بھی ایک قسم کا رزہ ہے چنانچہ رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ:

''میری امت کی رہبانیت یہی ہے کہ وہ مساجد میں آ بیٹھیں''

چہارم، خلوت کی نیت کرو کہ مشاغل مرتفع ہونے سے فکرِ آخرت کی استعداد پیدا اور ذکر الٰہی کے سننے اور سنانے کے لئے تجرد و عُزلت حاصل ہو دیکھو رسول مقبول ﷺ فرماتے ہیں کہ ''جو شخص مسجد کی جانب اس لئے روانہ ہو کہ اللہ کا ذکر کرے یا سنے تو وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی مثل ہے۔

پنجم، اس کی نیت کرو کہ جو لوگ بے نمازی ہیں ان کو تنبہ ہوگا اور نماز کو بھولے ہوئے لوگ بھی تمہاری دیکھا دیکھی نماز کو اٹھ کھڑے ہوں گے، پس تمہارا نماز کے لئے اٹھنا امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بن جائے گا کہ کار خیر کی ترغیب دی اور معصیت سے روکا

اور اسی وجہ سے ان کے ثواب میں تم بھی شریک ہوئے۔

ششم، مسجد میں جانے (اور اعتکاف) سے تمہیں دوسرے مسلمانوں سے کچھ نہ کچھ اُخروی فائدہ حاصل ہوگا جو تمہارے لئے دارِ آخرت کا ذخیرہ بنے گا۔

ہفتم، خدا کے گھر میں بیٹھو گے تو کچھ شرم وحیاء آئے گی اور گناہ کی جرأت کم ہو جائے گی کہ حاکم کی یاد اور اس کا ہر وقت خیال رہنا اس کی مخالفت سے روکتا ہے، لہذا اس کی بھی نیت کرو گے''۔

(امام غزالی، اردو ترجمہ ''تبلیغ دین'' مطبوعہ ادارۃ المعارف، کراچی، ص ۲۶۸ تا ۲۶۹)

غرض کہ حالتِ اعتکاف میں ہر عمل ہزاروں نیکیوں کے اجر کا باعث بنتا ہے اور معتکف حضراتِ مقربین کے درجات میں شامل ہو جاتے ہیں۔

غور سے دیکھا جائے تو بحالتِ روزہ اعتکاف کا یہ دس روزہ عمل خود کو پہچاننے اور اپنے آپ کو مکمل طور پر اپنے مالک ومولیٰ کے سپرد کر دینے کا نام ہے۔ اگر بندہ واقعی اخلاص کے ساتھ روزے کی حالت میں یہ عمل انجام دینے میں کامیاب ہو جاتا ہے تو ایک بڑے مقام پر فائز ہو جاتا ہے اور وہ ''راضی برضا'' کا مقام ہے اور وہ اپنی بقیہ زندگی تقویٰ اور رضائے الٰہی میں بسر کرتا ہے۔ محبوب سبحانی، قطب ربانی، پیرانِ پیر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اس مقام

کی رفعت و بلندی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی تصنیف ''فتح الربانی'' میں فرماتے ہیں کہ ''اگر تو دنیا و آخرت کی بادشاہت چاہتا ہے تو اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دے، پس اپنے نفس پر اور دوسروں پر حاکم و سردار بن جائے گا'' مزید فرماتے ہیں کہ ''جس کو (یہ مقام یعنی) اللہ کی معیت نصیب ہو جاتی ہے وہ کسی چیز سے نہیں ڈرتا'' (ص ۲۱۲، اردو ترجمہ فیوض یزدانی، مطبوعہ دارالاشاعت، کراچی)

بہر نوع جو بندہ خلوصِ دل کے ساتھ بحالتِ روزہ اعتکاف میں بیٹھ کر، خلقِ خدا اور لوازماتِ حیات سے منھ موڑ کر، صرف اللہ کا ہو کر، اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے اور سید عالم ﷺ کی سچی محبت کے ساتھ ان کی پیروی کرتے ہوئے، اپنی روحانیت کی ترقی کے لئے کوشاں رہتا ہے تو اس عملِ اعتکاف کی برکات اس کے تمام اوقات و ساعات پر تا دمِ واپسیں نازل ہوتی رہیں گی اور اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے قلب کو علم و حکمت اور عرفانِ سرمدی کا ایسا مرکز بنا دیتا ہے جس سے چشمے ابل ابل کر اس کی زبان سے جاری ہو جاتے ہیں۔

اعتکاف کے روحانی فائدے:

مسجد میں گوشہ نشینی کے متعدد روحانی فوائد ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

پہلا فائدہ: عبادت، آیات الٰہی میں غور وفکر، اپنے نفس کی معرفت کے ذریعہ رب تعالیٰ کی معرفت کا حصول، اللہ تعالیٰ کے دربار کی حاضری اور اور حضوری، خالق و مالک کے ساتھ گفتگو اور مناجات سے انس حاصل کرنا، نیز دنیا اور آخرت کے معاملات میں اللہ تعالیٰ کے اسرار معلوم کرنے میں مشغول ہونا، یہ تمام باتیں فراغت کا تقاضہ کرتی ہیں، لہذا رمضان المبارک کے مقدس اور روحانی ماحول میں اعتکاف کے ذریعہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے گھر میں گوشہ نشینی اس اہم کام کی طرف ایک بہترین وسیلہ ہے۔ اعلان نبوت سے قبل سید عالم ﷺ کا غارِ حرا شریف میں کئی کئی دنوں تک معتکف ہونا انہی مقاصد کے حصول کی طرف مشیر ہے۔ جب آپ کے قلب میں نورِ نبوت مضبوط ہوگیا تو مخلوق ان مقاصد کے حصول میں آپ کے لئے اللہ تعالیٰ کے مشاھدے اور حضوری میں رکاوٹ نہیں رہی، آپ جسم اقدس کے ساتھ مخلوق کے قریب اور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے پاس ہوتے۔

ادھر مخلوق میں شامل ادھر اللہ سے واصل
خواص اس برزخِ کبریٰ میں ہے حرفِ مشدّد کا

عمل اعتکاف مربّی عالم ﷺ کے غلاموں میں بھی ایسی

روحانی صلاحیت پیدا کر دیتا ہے کہ مخلوقِ خدا کے اندر رہتے ہوئے بھی ان کا رشتہ اپنے رب سے استوار رہتا ہے اور ان کی زندگی "دست بکار و دل بیار" کا آئینہ ہوتی ہے۔

دوسرا فائدہ: حالتِ اعتکاف میں انسان ان گناہوں سے محفوظ رہتا ہے جو عام طور پر خلقِ خدا سے میل جول کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں، خاص طور سے ان چار معاشرتی گناہوں سے:

(۱) غیبت، (۲) چغلی، (۳) ریاکاری

(۴) امر بالمعروف اور نہی عنِ المنکر سے باز رہنا۔

ان کے علاوہ اعمال و اخلاق خبیثہ کی چوری چھپے دل میں خواہش پیدا ہو جانے سے بھی محفوظ رہتا ہے۔

تیسرا فائدہ: مسجد میں گوشہ نشینی کی وجہ سے انسان فتنوں اور جھگڑوں سے محفوظ رہتا ہے اور اس طرح اپنے دین اور نفس دونوں کو بچاتا ہے۔

چوتھا فائدہ: لوگوں کے شر اور برے ساتھوں سے نجات ملتی ہے۔

پانچواں فائدہ: معتکف سے لوگوں کی اور لوگوں کی معتکف سے حرص و طمع منقطع ہو جاتی ہے۔ وقت ضائع ہونے سے بچتا ہے اور یہی وقت انسان اپنے نفس کی اصلاح اور ذکر اللہ کی مشغولیت میں استعمال

کرتا ہے۔

چھٹا فائدہ: حکیم جالینوس کا قول ہے کہ ہر شے کا ایک بخار ہے اور روح کا بخار بوجھل (بیکار) شخص کا دیکھنا (صحبت) ہے۔

مسجد کی گوشہ نشینی کی حالت میں انسان کی نہ صرف بوجھل اور بے وقوف لوگوں کو دیکھنے سے جان چھوٹ جاتی ہے بلکہ وہ ان کی سفاہت (بیوقوفی) اور بداخلاقی سے بھی محفوظ ہو جاتا ہے جو اس کے لئے روحانی اذیت کا باعث بنتی ہے۔ اس طرح وہ غیبت بدگمانی، حسد، چغل خوری، بے جا کی دشمنی اور ایسے دیگر تمام امور سے جو فساد دین کی طرف لے جاتے ہیں، بچ جاتا ہے۔

تراویح :

رمضان المبارک کا ایک خصوصی وظیفہ نمازِ تراویح ہے۔

۱----تراویح بیس رکعتیں ہیں، یہ نماز فرض عشاء کے بعد سے طلوعِ فجر سے قبل تک پڑھی جا سکتی ہے۔

۲----تراویح میں ایک بار قرآن مجید ختم کرنا سنتِ مؤکدہ ہے، دو مرتبہ بہتر اور تین بار کا ختم افضل ہے۔

۳----تراویح میں جماعت سنت کفایہ ہے کہ اگر (محلّہ کی) مسجد کے سب لوگ چھوڑ دیں گے تو سب گنہگار رہوں گے۔

۴----رمضان شریف میں وتر جماعت کے ساتھ افضل ہے جب کہ مقتدی عشاء کی جماعت شامل رہا ہو۔

۵----عورتوں کے لئے افضل ہے کہ وہ گھر میں نماز عشاء اور تراویح پڑھیں۔

۶----اگر کسی وجہ سے تراویح میں ختم قرآن نہ ہو سکے (مثلاً کوئی حافظ نہ مل سکے یا حافظ کے مخارج صحیح نہ ہوں) تو اس کے لئے بعض علماء نے یہ طریقہ تجویز کیا ہے کہ سورۂ ''الم تر کیف'' سے آخر قرآن ''والناس'' تک پہلی دس رکعتوں میں پڑھے پھر آخری دس رکعتوں میں دوبارہ یہی سورتیں پڑھے اس طرح سے بیس رکعات ہو جائیں گی۔

۷----تراویح مرد وعورت سب کیلئے بالا جماع سنت مؤکدہ ہے اس کا ترک جائز نہیں۔ اس پر خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے مداومت فرمائی اور سید عالم ﷺ نے خود بھی پڑھی اور اسے پسند فرمایا۔ حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ:

''کہ جو رمضان میں قیام کرے (نوافل وسنن، پڑھنے کے لئے) ایمان کی وجہ سے اور ثواب کی نیت سے، اس کے گذشتہ سب صغائر

گناہ بخش دیئے جائیں گے (مفہوم)۔ پھر اس اندیشہ سے کہ امت پر نماز تراویح فرض نہ ہو جائے ترک فرمائی (یعنی کبھی پڑھی کبھی ترک فرمائی)۔ خلیفہ اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مسلمان متفرق طور پر نماز پڑھتے رہے، پھر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں ایک رات مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں کو متفرق طور پر اور بعض حضرات کو جماعت کے ساتھ پڑھتے دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ سب تراویح پڑھنے والوں کو ایک امام کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہے پس آپ نے سب کو ایک امام اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پیچھے جماعت کے ساتھ اکٹھا کر دیا۔ پھر دوسرے دن تشریف لے گئے اور سب کو ایک امام کے پیچھے تروایح پڑھتے دیکھ کر فرمایا ''نعمت البدعة هٰذہٖ'' (کیا ہی اچھی بدعت ہے یہ) (مفہوم)۔ (مسلم شریف و دیگر کتب حدیث)

(نوٹ: مسائل کیلئے دیکھیں بہار شریعت، درمختار، عالمگیری وغیرہ)

فضائلِ شَبِ قَدرُ :

شبِ قدر برکت والی رات کو کہتے ہیں اس کی فضیلت قرآنِ کریم اور احادیث مبارکہ سے صراحتاً ثابت ہے۔ اس رات کی اہمیت و فضیلت سمجھنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ اس ایک شب کی

عبادت ان ہزار مہینوں کی عبادتوں سے افضل ترین ہے جو شب قدر سے خالی ہیں۔ارشاد رب العلیٰ ہے : (سورۃ القدر)

اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ لَیْلَةُ الْقَدْرِ ۝ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِنْ کُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ قف ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ترجمہ: ''بیشک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لئے ، وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک'' (کنز الایمان)

شب قدر کی فضیلت میں متعدد احادیث مروی ہیں جن میں سے چند پیش کی جاتی ہیں :

(۱) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ :

''جس نے ایمان و یقین کے ساتھ روزے رکھے اس کے اگلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جو شب قدر میں ایمان و یقین کے ساتھ قیام کرے (یعنی نوافل، تلاوتِ قرآن، ذکرواذکار ، دعا، درود و اِستِغفار میں مشغول

رہے) تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں''

(مفہوم)-(بخاری شریف)

(۲) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''(مبارک) مہینہ تم میں آیا ہے اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے، تو جو شخص اس کی برکتوں سے محروم رہا وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا اور نہیں محروم رکھا جاتا ہے اس کی بھلائیوں سے مگر وہ جو بالکل بے نصیب ہو۔ (مفہوم)-(ابن ماجہ)

(۳) ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں (یعنی ۲۱/ویں، ۲۳ویں، ۲۵ویں، ۲۷ویں، اور ۲۹/ویں میں) شب قدر کو تلاش کرو'' (مفہوم)(بخاری شریف)

(۴) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں کیا کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (ترمذی شریف)

ترجمہ ''اے مولا! تو معاف کرنے والا ہے، معافی

پسند فرماتا ہے، پس تو مجھ کو معاف فرمادے''

بعض بزرگوں نے رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں اپنے تجربے اور وارداتِ قلبی کی بناء پر شبِ قدر کے تعین کی سعی فرمائی ہے:

۱............حضرت اُبَیّ بن کعب و حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما و اکثر ائمہ کا قول ہے کہ شب قدر ستائیسویں شب ہے۔(صاوی)

۲............صاحب مدارک التنزیل علامہ عبداللہ بن احمد نسفی علیہ الرحمۃ شب قدر کے تعین کے بارے میں ۲۷رویں شب ہی کو ترجیح دیتے اور اس سلسلہ میں دیگر دلائل کے علاوہ وہ امام الائمہ، حضرت سیدنا امام اعظم امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بطور دلیل نقل کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا اُبَیّ بن کعب رضی اللہ عنہ لیلۃ القدر کے سلسلے میں حلفیہ بیان فرماتے تھے کہ وہ رمضان المبارک کی ۲۷رویں ہی شب ہے، اور اسی پر جمہور کا عمل ہے (مدارک التنزیل)

۳............الفاظِ قرآن، جو سورۂ قدر میں آئے ہیں ان کی تفسیر میں بھی بعض علماء نے اسی شب کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مثلاً سورۃ القدر میں ''لیلۃ القدر'' تین بار آیا ہے، حروف تہجی کے اعتبار سے ''لیلۃ القدر'' میں ۹رحروف ہیں۔ لہذا تینوں ''لیلۃ القدر'' کے حروف کو اگر

جمع کیا جائے تو حاصل جمع ۲۷ر کا عدد آتا ہے (۹×۳=۲۷)

ان تمام علمی گفتگو کے باوجود روایتِ احادیث کے پیش نظر حق یہ ہے کہ اواخرِ رمضان کے پورے عشرہ میں نوافل، استغفار، دعا و درود کے ساتھ شب بیداری کا عمل جاری رکھنا چاہیے، بالخصوص اس کی طاق راتوں میں اس کا ضرور اہتمام کرنا چاہیے چونکہ سید عالم ﷺ نے اُن راتوں میں تلاش، جدو جہد اور ریاضت کرنے کا ذکر فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے بعض علماء کا مؤقف یہ ہے کہ اواخرِ رمضان المبارک کے عشرہ کی ہر رات عبادت و ذکر الٰہی میں بسر ہونی چاہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ شب قدر کو آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اگر آخری عشرہ دس دن کا ہے (یعنی ۳۰ر کا شوال کا چاند نظر آئے) تو ۲۱، ۲۳، ۲۵، ۲۷ر اور ۲۹، رمضان المبارک کی راتیں، طاق راتیں قرار پاتی ہیں لیکن اگر شوال کا چاند ۲۹ر رمضان المبارک کو نظر آیا تو آخری عشرہ ۹ر دن کا ہوگا اس اعتبار سے طاق راتیں ۲۸، ۲۶، ۲۴، اور ۲۲ رمضان المبارک کی ہوں گی۔ چونکہ ہلال رویت کی شب کا ہمیں علم نہیں ہوتا اس لئے بہتر یہی ہے کہ روزہ دار آخری عشرہ کی ہر شب میں قیام کرلے تاکہ وہ صحیح معنوں میں لیلۃ القدر کی برکات کا مستوجب بنے۔ (واللہ اعلم)

بہر حال اگر کسی شخص کے لئے کسی وجہ سے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تمام شب عبادت وتلاوت اور ذکر کے لئے جاگنا ممکن نہ ہو سکے تو وہ کم از کم یہ کرے کہ ان راتوں میں نماز عشاء باجماعت پڑھ کر سو جائے پھر آدھی شب یا دوتہائی شب کو گزار کر اٹھ بیٹھے، عبادت وتلاوت کلام پاک ذکر اذکار اور درود وسلام میں مشغول رہے، سحری کھا کر پھر انہی وظائف میں مشغول رہے اور فجر کی نماز باجماعت ادا کرے۔ طلوع آفتاب کے بیس منٹ بعد نماز اشراق پڑھے۔ پھر چاہے تو کچھ دیر آرام کرلے۔ مطلب یہ ہے کہ شب قدر کی اہمیت کو پہچاننا چاہیئے۔ اس کی برکات اور رحمتوں سے حتی المقدور خود متمتع ہو اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کی رغبت دلائے۔ ان راتوں کے مبارک لمحات کو سیر وتفریح، خوش گپیوں، ہوٹل و بازار کی رونقوں کے نظارے، ٹی. وی، ریڈیو، کھیل کود، کرکٹ وغیرہ اور دیگر لایعنی اور فضول باتوں میں نہ گنوائے کہ کہیں سید عالم، رحمت مجسم ﷺ کے ارشاد مبارک کے مطابق اس کا نام شب قدر کے محرومین میں نہ لکھ لیا جائے۔ کسی امّتی کے لئے اس سے بڑی محرومی اور کیا ہو سکتی ہے؟ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے اور سرکار دو عالم ﷺ کے سچے غلاموں میں اٹھائے۔ (آمین بجاہ النبی الامین ﷺ)

روایات میں آتا ہے کہ شبِ قدر میں حضرت سیدنا جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سدرۃ المنتہی سے زمین پر تشریف لاتے ہیں اوران کے ہمراہ سدرۃ المنتہی پر مامور تمام فرشتے بھی ہوتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ چار جھنڈے لاتے ہیں، ایک جھنڈا گنبدِ خضریٰ پر نصب کرتے ہیں، دوسرا بیت المقدس کی چھت پر، تیسرا مسجدِ حرام کی چھت پر اور چوتھا طور سینا کی چوٹی پر گاڑتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے گھر میں تشریف لے جاتے ہیں اور انہیں سلام کہتے ہیں لیکن اس نعمت سے شرابی، قاطعِ رحم یعنی رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والے اور سود کھانے والے محروم رہتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر فرشتے بھی نازل ہوتے ہیں اور سید عالم محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمّت کے ہر روزہ دار (شب زندہ دار) مرد اور عورت کیلئے اس شب، طلوعِ فجر تک، مغفرت ورحمت کی دعا میں مشغول رہتے ہیں (صاوی شریف)

شب قدر کے اعمال وظائف:

جس طرح شب قدر کے فضائل و برکات بے انتہا ہیں اسی طرح اس شب کے اعمال ووظائف اور عبادت وذکر اذکار کی تفاصیل بھی ضبطِ تحریر میں نہیں لائی جاسکتی ہیں۔ سید عالم ﷺ کے تربیت یافتہ صحابۂ کرام اور ان کے تربیت یافتہ تابعین، تبع تابعین اور صلحائے

امت نے اپنے اپنے ذوق، اور قلبی کیفیات کے مطابق عبادات اور اوراد و وظائف میں مشغول رہے ہیں، ان میں سے چند عوام الناس کے استفادہ کے لئے پیش ہیں:

۱----جو اس رات میں چار رکعات پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ قدر ایک بار اور سورۂ اخلاص ۲۷/ بار پڑھے تو اس نماز کا پڑھنے والا گناہوں کی کثافت سے ایسا پاک و صاف ہو جائے گا کہ گویا آج ہی پیدا ہوا اور اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں ہزار محلّات عطا فرمائے گا۔

۲----بعض روایات میں ہے کہ جو شخص شبِ قدر میں چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ سورۂ قدر ۳/ مرتبہ اور سورۂ اخلاص ۵۰ مرتبہ پڑھے اور سلام پھیرنے کے بعد سجدہ میں جا کر ایک مرتبہ پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

اس کے بعد جو دعا مانگے قبول ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کو بے انتہا نعمتیں عطا کرے گا اور اس کے کل گناہ معاف فرما دے گا

(غنیۃ الطالبین)

۳----صلوٰۃ التسبیح: اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے۔ بعض

علماء کا قول ہے کہ اس کے فضائل و برکات اس قدر زیادہ ہیں کہ اگر کوئی اس کو سن لے تو کبھی ترک نہیں کرے سوائے دین میں سستی کرنے والے کے۔

ابو داؤد اور ترمذی شریف کی حدیث ہے کہ سید عالم ﷺ نے اپنے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ:

''اے چچا کیا میں آپ کو عطا نہ کروں؟ کیا میں آپ کو بخشش نہ دوں؟ کیا میں آپ کو نہ دوں؟ کیا آپ کے ساتھ احسان نہ کروں؟ دس خصلتیں ہیں کہ جب آپ انہیں کریں (یعنی جو کام میں بتانے جا رہا ہوں) تو اللہ آپ کے گناہ بخش دے گا۔ اگلا[۱] پچھلا[۲]، پرانا[۳]، نیا[۴]، جو بھول[۵] کر کیا جو قصداً[۶] کیا، چھوٹا[۷] اور بڑا[۸]، پوشیدہ[۹] اور ظاہر[۱۰]''

اس کے بعد آپ ﷺ نے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب تعلیم فرمائی، پھر فرمایا:

''اگر ہو سکے تو روزانہ ایک بار پڑھیں، اگر روزانہ نہ ہو سکے تو ہر جمعہ میں ایک بار، اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر ماہ میں ایک بار، اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو سال میں ایک بار اور یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار ضرور پڑھ لیں'' (مفہوم)

حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ عنھما سے مروی، صلوٰۃ

التسبیح کی ترکیب درج ذیل ہے:

۱- صلوٰۃ التسبیح کی نیت سے چار رکعت نماز پڑھے۔

۲- پہلی رکعت میں بعدِ ثناء پندرہ (۱۵) بار تسبیح پڑھے:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

۳- پھر حسبِ دستور تعوذ، تسمیہ، سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اور اس کے بعد یہی مندرجہ بالا تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۴- پھر رکوع میں جائے اور کم از کم ۳/ بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنے کے بعد مذکورہ تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۵- پھر رکوع سے سر اٹھا کر قیام کرے اور بعد سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ (اور اَللّٰهُمَّ رَبَّنَاوَلَکَ الْحَمْدُ کہنے کے بعد) ۱۰ (دس) بار یہی تسبیح پڑھے۔

۶- پھر سجدہ میں جائے اور حسب دستور ۳/ بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی پڑھنے کے بعد مذکورہ تسبیح ۱۰ (دس) بار پڑھے۔

۷- پھر سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھے (جلسہ) اور ۱۰ (دس) بار مذکورہ تسبیح پڑھے۔

۸- پھر دوسرا سجدہ کرے اور اس میں بھی پہلے سجدے کی طرح سجدے کی تسبیح کے بعد دس بار مذکورہ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ

وَلَآ اِلٰـهَ اِلَّااللّٰـهُ ، وَاللّٰـهُ اَکْبَرُ ط پڑھے۔ یہ ایک رکعت میں کل پچھتر (۷۵) بار تسابیح ہوئیں۔اسی طرح ہر رکعت میں ۷۵ بار مذکورہ تسبیح پڑھی جائیں گی ،کل ۳۰۰ر(تین سو) بار ۴ر رکعت میں پڑھی جائیں گی۔

۹- دوسری رکعت میں الحمد شریف سے پہلے ۱۵ بار اور سورۃ کی قرأت کے بعد دس بار بقیہ رکوع قومہ، دونوں سجدوں اور ان کے درمیان (جلسہ میں) پہلی رکعت کی طرح (یعنی سیریل نمبر۴ سے ۸ تک کا عمل) تسبیحات پڑھی جائیں گیں۔

۱۰- دوسری رکعت مکمل کر کے جب قعدۂ اولیٰ میں بیٹھیں تو التحیات کے بعد درود ابراھیمی اور دعا پڑھی جائے گی۔

یاد رہے قعدۂ اولیٰ میں مذکورہ تسبیحات نہیں پڑھی جائیں گی چاہے قعدۂ اولیٰ ہو یا قعدۂ اُخریٰ ،بغیر سلام پھیرے تیسری رکعت کے لئے قیام کیا جائے گا۔ثناء اور پڑھی جائی گی اور مذکورہ تسبیحات پہلی اور دوسری رکعت کی طرح تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی اسی طرح پڑھی جائیں گی اور قعدۂ اُخریٰ میں التحیات ، درود ابراھیمی اور دعا کے بعد سلام پھیرا جائے گا۔اس میں اختلاف ہے کہ صلوٰۃ التسبیح کی ان چار رکعتوں میں کون سے سورتیں پڑھی جائیں ۔حضرت ابن

عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے چار سورتوں کا پڑھنا منقول ہے:

- .... پہلی رکعت میں سورۃ التکاثر
- .... دوسری رکعت میں والعصر
- .... تیسری میں الکافرون اور
- .... چوتھی میں الاخلاص

بعض نے کہا سورۂ حدید، حشر، صف اور تغابن لیکن صحیح یہ ہے کہ جو سورت یاد ہوں اور آسانی سے پڑھ سکتا ہے پڑھے۔ تسبیح کی گنتی شمار کرنے کیلئے نہ تسبیح کا شمار، دانہ استعمال کرے نہ انگلیوں پر گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ ہاتھ کی انگلیاں دبا کر شمار کرے۔

یہ نماز روزانہ وقتِ غیر مکروہ میں پڑھی جاسکتی ہے، لیکن بابرکت راتوں میں خصوصاً رمضان المبارک اور شب قدر کی راتوں میں اس کو ضرور پڑھنا چاہیے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس نماز میں سلام سے پہلے ایک دعا بھی مروی ہے:

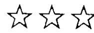
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْٓ أَسْئَلُكَ تَوفِيْقَ أَهْلِ الْهُدٰى وَأَعْمَالَ أَهْلِ الْيَقِيْنِ وَمُنَاصَحَةَ أَهْلِ التَّوْبَةِ وَعَزْمَ أَهْلِ الصَّبْرِ وَجِدَّ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَطَلَبَ أَهْلِ الرَّغْبَةِ وَتَعَبُّدَ أَهْلِ الوَرَعِ وَعِرْفَانَ أَهْلِ الْعِلْمِ حَتّٰى

أخَافَکَ . اَللّٰھُم إِنّی مَخَافَةَ تحجُزُنِی عَنْ مَعَاصِیکَ حَتّٰی أعْمَلَ بِطَاعَتِکَ عَمَلاً أَسْتَحِقُّ بِهٖ رِضَاکَ وَحَتّٰی أُنَا صِحکَ بِالتَّوبَةِ خوفًا مِّنکَ وَحَتّٰی أُخْلِصَ لَکَ النَّصِیحَةَ حُبًّا لَّکَ وَحَتّٰی أَتَوَکَّلَ عَلَیْکَ فِی الْاُمُورِ حُسْنِ ظَنٍّ بِکَ سُبْحٰنَ خَالِقِ النُّوْرِ ط (ماخوذ از ، بهار شریعت ، غنیة ، عالمگیری ، رد المحتار)

خصوصی گزارش:

اس عظیم رات کی برکات اس امر کی متقاضی ہیں کہ مسلمان زیادہ سے زیادہ اس شب میں خیرات وصدقات نوافل وعبادات، تلاوت و سماعتِ قرآن کریم ، ذکرِ الٰہی اور ذکرِ رسول میں مشغول رہیں ، حمدونعت اور صلوٰۃ و سلام کی محفلیں منعقد کریں ۔ یا ایسی محفلوں میں شریک ہوں اپنے گناہوں سے توبہ واستغفار کریں اپنے والدین اہل وعیال اعزّہ و اقربا اور تمام امتِ مسلمہ مرحومہ کیلئے دعائے مغفرت کریں ۔ اپنے مرحومین کی ارواح اور صلحاء واولیائے امت کیلئے ایصال ثواب کریں ۔ نہایت تضرع وزاری کے ساتھ رحمتِ تمام ، جملہ انبیاء و رسل کے امام محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کے وسیلۂ جلیلہ سے اپنے لئے ، اپنے اہل خانہ ، اعزّہ واقرباء اور جملہ اہلسنت و جماعت اور پاکستان اور تمام عالم اسلام کے مسلمانوں کی

امن وسلامتی اور عفو و عافیت اور مغفرت کے لئے اللہ رحمٰن ورحیم سے دعا کریں ۔ مجاھدینِ اسلام کی کامیابی اور یہود و ہنود و نصاریٰ کی سازشوں سے مسلمانانِ عالم کے نجات پانے کی دعا کریں اس شب لایعنی باتوں اور خلاف شرع امور سے اجتناب کریں ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر پر تقصیر کو اور تمام مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے ۔ امین بجاہ سید المرسلین باالمؤمنین رؤف الرّحیم صلی اللہ علیہ الہ وصحبہ وسلم



مژدہ باد اے عاصِیو! ذاتِ خدا غفار ہے
تہنیت اے مجرمو! شافع شہ ابرار ہے

(حدائق بخشش)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فلسفۂ زکوٰۃ



اللہ رب العزت کی ذات ہماری نمازوں اور دیگر عبادات کی محتاج نہیں اور نہ یہ عبادات مقصود بالذات ہیں۔

عبادات اس لئے فرض کی گئی ہیں کہ وہ کسی اور اعلیٰ مقصد اور نصب العین کے حصول کا ذریعہ بنیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ ط

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو''

نماز کی طرح زکوٰۃ اور دیگر عبادت کا مقصد یہ ہے کہ ان کے ذریعہ

انسانی طرزِ عمل اور فکر میں انقلاب آئے۔ انسان جس ربِ جلیل کے سامنے سربسجود ہو کر اس کی خالقیت و مالکیت اور اپنی عاجزی و عبدیت کا اعتراف کر رہا ہے اسے چاہیے کہ اب اس کی مخلوق کی خدمت کرے اسی کے حکم اور رضا کی خاطر اس کے پریشان حال بندوں کی آسودگی اور ان کو آسائش مہیا کرنے کیلئے خود کو وقف کر دے۔ حتیٰ کہ اپنے وسائل و دولت بھی سب سے پہلے خلقِ خدا کی معاشی ضروریات پر خرچ کرے۔ دردمندی اور نفع بخشی کے اسی طرزِ عمل کو قرآن کریم نے یوں بیان کیا:

وَلٰـكِـنَّ الْبِـرَّمَـنْ اٰمَـنَ بِـاللّٰـهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْـمَـلٰٓئِكَةِوَالْكِتٰبِ وَالنَّبِيّٖنَ ج وَ اٰتَـى الْمَالَ عَلٰى حُبِّـهٖ ذَوِى الْـقُـرْبٰى وَالْيَتٰـمٰـى وَالْـمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ لا والسَّآئِلِيْنَ وَفِى الرِّقَابِ ج (البقره :۱۷۷)

''ہاں اصل نیکی یہ کہ ایمان لائے اللہ اور قیامت اور فرشتوں اور کتاب اور پیغمبروں پر اور اللہ کی محبت میں اپنا عزیز مال دے رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور راہ گیر اور سائلوں کو اور گردنیں چھڑانے میں'' (کنزالایمان)

گویا بندگی یہ ہے کہ انسان کس حد تک اپنے خالق و مالک کی رضا کی خاطر اس کے پریشان حال بندوں سے عملی ہمدردی اور بہی خواہی کا مظاہرہ کرتا ہے۔ اسلام میں نظام زکوٰۃ کی روح یہی ہے۔ زکوٰۃ اسلام کے اہم ترین ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم میں تقریباً بتیس (۳۲) جگہ اللہ تعالیٰ نے نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم بھی صادر فرمایا ہے اور جہاں صرف زکوٰۃ کا حکم ہے وہ اس کے علاوہ ہے زکوٰۃ کے معنی پاکیزگی اور نشو ونما کے ہیں۔

اسلام کے معاشی اور مالیاتی پرگرام کے سلسلے میں زکوٰۃ ایک اہم ذریعہ آمد ہے جو نماز کے بعد ہر صاحبِ نصاب عاقل، بالغ مسلمان کے ذمّہ واجب الادا ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی کے بعد دولت پاکیزہ ہوکر برکتوں سے نشو ونما پاتی ہے نیز زکوٰۃ کی ادائیگی بندے کو اس بات کا احساس بھی دلاتی ہے کہ اس کے مال کا حقیقی مالک، اللہ تعالیٰ ہے اور اس کی حیثیت صرف خازن وامین کی ہے اور اس امانت کا رضا کارانہ طور پر ادا کرنا از حد ضروری ہے۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ دولت انسان کی محبوب ترین چیزوں میں سے ایک ہے اور وہ اس کے حصول کی تگ و دو میں اپنی زندگی کا بیشتر حصہ صرف کرتا ہے۔

اس دولت کے اضافے کے ساتھ ساتھ نفسیاتی طور سے انسان کے دل میں اس کی محبت، ہوس اور طمع بڑھتی جاتی ہے اور آگے چل کر اس کو بخل جیسے مہلک مرض میں مبتلا کر دیتی ہے۔ ایسے ہی مذموم امراض روحانی سے نجات دلانے اور بری خصلتوں سے پاک کرنے کیلئے اسلام نے زکوٰۃ کا نظام جاری کیا ہے۔ اور اس میں یہ حکمت و فلسفہ کارفرما ہے کہ ملک کے وسائل و دولت چند ہاتھوں میں مرتکز و محدود ہو کر نہ رہ جائیں۔ چنانچہ قرآن کریم کا ارشاد ہے:

كَيْ لَايَكُوْنَ دُوْلَةً ۢ بَيْنَ الْاَغْنِيَآءِ مِنْكُمْ (الحشر:۷)

"کہ ہم نے دولت مندوں پر مالی حقوق اس لئے عائد کئے ہیں کہ یہ دولت تمہارے اغنیاء کا مال نہ ہو جائے۔ اور انہی میں گردش کرتی نہ رہ جائے" (مفہوم)۔

بلکہ اس تحریک و گردش کا دائرہ اس قدر وسیع و عریض ہو کہ پورے ملک و ملّت کے افراد اس کی تقسیم سے مستفید اور منتفع ہوں۔ قرآن کے اس چھوٹے سے جملے نے اسلام کے نظام معیشت کی روح اور خلاصے کو بڑی جامعیت سے بیان کر دیا ہے۔ نظام زکوٰۃ و عشر کے ذریعہ اسلام نے جہاں ایسی سرمایہ داری کی بیخ کنی کی ہے جہاں ملک کے تمام وسائل و دولت سمٹ کر صرف چند افراد کے ہاتھوں میں جمع

ہو جاتے ہیں۔ وہیں نہایت حسن و خوبی سے اس غربت و افلاس کا بھی قلع قمع کر دیا ہے۔ جس کے نتیجے میں باہمی طبقاتی آگ اور باہمی بغض و حسد کی بھٹی بھڑک اٹھتی ہے اور ملک کے مفلوک الحال لوگ آمادۂ بغاوت ہو کر اپنی ہی قوم کے افراد کے خون کا دریا بہاتے ہیں جو اشتراکیت کا طرۂ امتیاز ہے۔

لیکن اسلام اس نظام زکوٰۃ و عشر کی بنیاد پر معاشرے کی عمارت، دولت کے مساویانہ تقسیم پر کچھ اس طرح استوار کرتا ہے کہ پورا ملک امن و سکون کا گہوارہ بن جاتا ہے۔ اس لئے کسی معاشرے میں بربادی اور بے برکتی کی اصل وجہ یہ ہے کہ اس معاشرے کے دولت منداپنے مفلوک الحال بھائیوں کی خبر گیری نہ کریں اور اپنے مال سے انکا حق نہ ادا کریں۔

حضور اکرم سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ خشکی اور تری میں جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے تلف ہوتا ہے۔ (مفہوم)

ایک روایت میں یوں بھی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

''کہ زکوٰۃ جس مال میں مل جائے گی اسے ہلاک کر دے گی'' (مفہوم)

یعنی جس مال سے زکوٰۃ نہ نکالی جائیگی وہ مال حرام ہو جائے گا۔ تباہ و برباد ہو جائے گا اور افرادِ معاشرہ طرح طرح کی معاشرتی

بیماریوں مثلاً فاقہ، تنگدستی اور اخلاقی جرائم میں مبتلاء ہو جائینگے۔ گویا زکوٰۃ کی باقاعدہ ادائیگی سے حلال مال، ہر قسم کی ہلاکت و بربادی سے محفوظ ہو جائے گا اور نہ صرف یہ بلکہ اللہ رب العزت اس میں اتنی برکت عطا کر دے گا کہ وہ معاشرے میں فیض رسانی کا موجب بنے گا۔ جس معاشرے میں زکوٰۃ بالکل نہ ادا کی جارہی ہو یا اس کی ادائیگی میں غفلت اور کوتاہی برتی جارہی ہو تو ایسا معاشرہ طرح طرح کی معاشی بیماریوں اور بدحالیوں کے عذاب میں مبتلا ہو جاتا ہے مثلاً قحط، افلاس، فاقہ، فصلوں کی بربادی، بے موسم کی بارش وغیرہ اور پھر فاقہ و تنگدستی کا یہ ماحول بدترین اخلاقی اور معاشرتی جرائم کو جنم دیتا ہے جس سے معاشرہ کا امن وسکون تہہ و بالا ہو جاتا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ:

''جو قوم زکوٰۃ نہ دے گی اللہ تعالیٰ اسے قحط میں مبتلا کرے گا'' (مفہوم)

زکوٰۃ کی ادائیگی ایک طرف تو انفرادی سطح پر نفس انسانی کے تزکیہ کا موجب بنتی ہے دوسری طرف غریب و نادار لوگوں کی خوشحالی اور راحت کا سبب۔ پھر ان غریبوں کی زبان سے بے ساختہ نکلی ہوئی دعائیں زکوٰۃ ادا کرنے والے کے حق میں رحمت و برکت وفوز وفلاح کا سبب بن جاتی ہیں۔ اگر عالم اسلام کا ہر مسلمان، جس پر زکوٰۃ فرض

ہے، پوری پوری زکوٰۃ ادا کرے اور صحیح نظامِ زکوٰۃ کے ذریعہ اس کی تقسیم مستحقین میں کی جائے تو دعوے سے کہا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں میں کوئی ایک شخص بھی ضروریات زندگی سے محروم نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اور ہمارے حکمرانوں کو احکام شریعت نافذ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاه سید المرسلین صلی الله علیه وعلیٰ اٰله واصحابه اجمعین وبارك وسلم



صاحبزادہ سید وجاہت رسول قادری

کی ایمان افروز نگارشات

